پاکستان کی جامعات میں اسلامیات لازمی کی تدریس اور اس کا عملی پہلو
صورت حال، مسائل اور حل
(ایک تجزیاتی مطالعہ)

حافظ وقاص خان[1]

Abstract

It is well known fact that Educationsystemhas ability to change the person individually as well as it can change the whole society and state, its build the future of a nation, Islam also tells about the objectives of education "To know Allah".To achieve this objectives constitution of Islamic republic of Pakistan says Islamic studies and Quranic studies will be taught as compulsory subject in the education system of Pakistan. This is also mandatory for all Public and private sector Universities at bachelor level,but this subject is not taken seriously and is neither is it innovativenor usually has nothing to do with practical life.This study examines problems and challenges faced by education system,what mechanism should be introduced which can change the behavior of teachers and studentsconcerning Islamic studies. This research suggests some essential ways by which Islamic Studies compulsory subject could be used to inculcate the basic and Islamic ethical values in our society.The study will answer the questions that what are the society-based activities should be designed against Islamic studies curriculum. This study is only limited to Public and private sector Universities.

Keywords: Education, Islam, Society, Universities

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اول جماعت سے لیکر جامعات تک اسلامیات کی لازمی مضمون کی حیثیت میں تدریس کی جاتی ہے جس کے مطابق ہر طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کورس کو پڑھے۔

[1]۔ پی ایچ ڈی اسکالر، لیکچرر رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی اسلام آباد، برقی پتہ: hw.khan@yahoo.com

اسلامیات لازمی کا پس منظر

۱۹۷۳ کے آئین میں آرٹیکل ۳۱ اسلامی طریقہ زندگی کے عنوان سے موجود ہے جس کی دفعہ (۳۱) (۱) کے مطابق "پاکستان کے مسلمانوں کو، انفرادی اور اجتماعی طور پر اپنی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق مرتب کرنے کے قابل بنانے کے لیے اور انہیں ایسی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے جن کی مدد سے وہ قرآن پاک اور سنت کے مطابق زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں"[2]

اسی آرٹیکل کی دفعہ (۲) کے مطابق " پاکستان کے مسلمانوں کے بارے میں مملکت مندرجہ ذیل کے لیے کوشش کرے گی۔

(الف) قرآن پاک اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دینا، عربی زبان سیکھنے کی حوصلہ افزائی کرنا اور اس کے لیے سہولت بہم پہنچانا اور قرآن پاک کی صحیح اور من وعن طباعت اور اشاعت کا اہتمام کرنا۔

(ب) اتحاد اور اسلامی اخلاقی معیاروں کی پابندی کو فروغ دینا، اور

(ج) زکوۃ، عشر، اوقاف اور مساجد کی باقاعدہ تنظیم کا اہتمام کرنا"[3]

اس آرٹیکل کا عنوان ہی "اسلامی طریقہ زندگی" ہے کہ جس سے واضح طور پر اس کا مقصد سمجھ آتا ہے کہ پاکستان کی عوام کا طریقہ زندگی اسلامی ہو اور زندگی کے ہر شعبے میں اسلامی تعلیمات پر عمل کیا جائے اس مقصد کو عملی شکل دینے کے لیے اسلامیات کو لازمی حیثیت میں پڑھایا جاتا ہے۔

جامعات کا نصاب

یہاں پاکستان کی دو مختلف سرکاری جامعات میں موجود اسلامیات لازمی کا نصاب جمع کیا گیا ہے۔

کراچی یونیورسٹی میں اسلامیات لازمی کا نصاب

باب اول

کتاب وسنت ا۔ قرآن حکیم : فضائل قرآن، تدوینِ قرآن، اعجازِ قرآن، وحی متلو وغیر متلو، سورۃ الحجرات (مکمل): متن و ترجمہ مع مختصر تشریح، سورۃ الفرقان (آخری ۱۵ آیات): متن و ترجمہ مع مختصر تشریح۔

ب۔ سنت: حدیث وسنت کا فرق، حدیث کی ضرورت واہمیت، بیس (۲۰) احادیث: متن و ترجمہ مع مختصر تشریح۔

2۔ آئین اسلامی جمہوریہ پاکستان، مرتبہ کرامت حسین نیازی سیکریٹری قومی اسمبلی پاکستان، منصور بک ہاؤس لاہور ۲۰۰۴، ص ۲۲

3۔ ایضاً

باب دوم:

عقائد وارکانِ اسلام

ا۔ توحید، رسالت، آخرت: (دلائل، نظریات، ضرورت واہمیت، انسانی زندگی پر اثرات)

ب۔ شہادت، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج: (تاریخی حیثیت، دلائل، فرضیت واہمیت، انسانی زندگی پر انفرادی واجتماعی اثرات، مختصر مسائل)، جہاد: (اقسام، ضرورت واہمیت، فوائد)

باب سوم:

اسوہ حسنہ (سیرتِ طیبہ)

ا۔ مکی زندگی: (ولادت، بچپن لڑکپن و جوانی، ازدواج، بعثت واعلانِ نبوت ورسالت، تبلیغِ اسلام (طریقہ تبلیغ)، ہجرتِ حبشہ، محصوری شعب ابی طالب، سفرِ طائف، معراج النبی ﷺ، بیعتِ عقبیٰ اولیٰ وثانی، ہجرتِ مدینہ)۔

ب۔ مدنی زندگی: (مواخات بین الانصار والمہاجرین، میثاقِ مدینہ، تعمیرِ مسجدِ نبوی، تحویل قبلہ، غزوات النبی ﷺ، نزولِ احکامات، حجۃ الوداع، خطبہ حجۃ الوداع، وصال)۔

باب چہارم

اسلامی اقدار اور اسلامی معاشرے کے بنیادی اوصاف:

ا۔ اخلاقِ فاضلہ: (صدق، توکل، تقوٰی، ایفائے عہد، سادگی، والدین اور بزرگوں کا احترام، رواداری اور وسعت نظری)۔

ب۔ اسلامی معاشرہ: (اصلاحِ معاشرہ کا طریقہ، کسبِ حلال، انسانی وقار، اجتماعی عدل، شوریٰ کا نظام)۔

پشاور یونیورسٹی میں اسلامیات لازمی کا نصاب

<u>Course Outline</u>

Introduction to the Qur'an:

1. An introduction to the Glorious Qur'an, the last Divine message and its characteristics.
2. The Rightsof Qur'an on a Muslim (believing in it, frequent recitation, understanding its meanings, dealing according to its rules and enlightening its mission among all humanity).
3. Basic concepts of the Qur'an:
    - Creation of man and the universe
    - Idolatry
    - Oppression (fitnah)
    - The two aspects of the soul

- Those who take vain desires and passions as God
- Spirit, conscience and soul
- Heart, wisdom and intelligence
- Men of Understanding and the facts that hinder wisdom
- Wisdom and Sentimentalism
- Sources of Wisdom
- Heedlessness and Attention
- Acting Upon Conjecture
- Loyalty and Obedience
- Determination
- Perseverance
- Righteous Deeds
- Giving Thanks to Allah
- Not Pursuing Personal Benefits
- Brotherhood and Solidarity
- Modesty and Arrogance
- Trust in Allah and Submission
- Praying for Forgiveness and Repentance

Biography of the Prophet Muhammad (Peace be upon him)

- Rights and status of the Prophet (Peace be upon him) as described in the Qur'an and Hadith.
- A short chronological description of the Major Prophetic events at Makkah and Madinah.
- Studying and understanding 40selected sayings of the Prophet (Peace be upon him)

یہاں پاکستان کی دو سرکاری جامعات کا نصاب دیا گیا ہے جو کہ بی ایس پرو گرام میں اسلامیات لازمی کے طور پر پڑھایا جاتا ہے، ہر کلیہ اور شعبہ چاہے اس کا تعلق کسی بھی علم و فن سے ہو اس میں جامعہ کی تعلیمی حکمت عملی کے تحت اسے لازمی مضمون کے طور پر طلباء کو پڑھنا ضروری ہے، کسی بھی قوم کی تربیت کے لیے تعلیمی نصاب اور تعلیمی نظام کی کیا اہمیت ہوتی ہے یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔

تعلیمی نصاب اور تعلیمی نظام کی اہمیت:

اس سلسلہ میں مولانا ابوالحسن علی ندوی نے تعلیمی اداروں کی تعریف کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

> "عہد حاضر کے ماہرین تعلیم نے اتفاق کیا ہے کہ تعلیم کوئی ایسا تجارتی سامان نہیں ہے جو درآمد یا برآمد کیا جاسکے ، مثلاً مصنوعات، کچامال یا وہ ایجادات و ضروریات جو کسی ملک اور علاقہ کے ساتھ مخصوص نہیں، وہ ایسالباس ہے جو ان اقوام کے قد و قامت و جسامت کی ٹھیک ناپ کے مطابق تراشااور سیاجاتا ہے اور پسندیدہ و محبوب علم و فن اور ان مقاصد کو سامنے رکھ کر تیار کیا جاتا ہے جن کے لئے وہ ہر طرح کی قربانی دے سکتی ہیں، تعلیم صرف اس عقیدہ کو مضبوط کرنے کا ایک مہذب و شائستہ طریقہ ہے جس کا حامل یہ ملک یا قوم ہے، اس کا مقصد فکری طور پر اس کو غذا دینا، اس پر اعتماد کرنااور اگر ضرورت ہو تو علمی دلائل سے اس کو مسلح کرنا ہے، وہ اس عقیدہ کے دوام و بقا کا وسیلہ اور بے کم وکاست آنے والی نسلوں تک منتقل کرنے کا ایک طریقہ ہے، نظام تعلیم کی بہترین تعریف یہ ہے کہ والدین اور مربیوں اور نگرانوں کی اس سعی پیہم کا نام ہے جو وہ اپنی اولاد کو اپنے دین و مسلک پر قائم رکھنے کے لئے کرتے رہتے ہیں۔ اور ان بچوں کی اسطرح تربیت کرنا کہ وہ ان کے ورثہ کہ جسے انہوں نے اپنے آباؤاجداد سے حاصل کیا تھا کے صالح واہل وارث وامین ثابت ہوں، اور ان کے اندر اس ثروت میں اضافہ اور توسیع اور اس کو ترقی دینے کی پوری صلاحیت ہو"[4]۔

چونکہ پاکستانی معاشرہ بحیثیتِ مجموعی ایک اسلامی معاشرہ ہے کہ جسے اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اسلام سے ہی رہنمائی درکار ہوتی ہے لہٰذا یہاں اسلامیات کو لازمی مضمون کے طور پر پڑھانا ناگزیر ہے۔

ماہر تعلیم ورنن میلنسن (Vernon Mallinason) اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ایک قسم کا ذہنی منشور جو ہمارے معاشرے کے مشترکہ مقصد اور مشترکہ کوششوں کا آئینہ دار ہوتا ہے، ایک طرح یہ بڑے پیمانہ پر قومی جذبہ کی عکاسی کرتا ہے اور ان خصوصیات کا مجموعہ ہوتا ہے جو معاشرے کے نصب العین کی خوبی کے لیے ضروری ہوتا ہے"[5]

آج مغربی دنیا اپنی تمام تر خامیوں کے باوجود تعلیمی نصاب اور نظام پر کوئی سمجھوتا کرنے پر تیار نہیں ہے، اپنے تعلیمی نصاب کی اپنے معاشرے کی اقدار و روایات سے مطابقت ضروری سمجھتی ہے، نصاب پر غور کیا جائے تو کسی حد تک یہ نصاب

---

[4] سید ابوالحسن ندوی، اسلامی ملکوں میں نظام تعلیم کی اہمیت اور وہاں کی قیادت اور فکری رجحانات میں اس کے دور رس اثرات، شعبہ تعمیر و ترقی دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، ۱۹۹۰، ص ۱۵

[5] Vernon Mallinason, An introduction to the study of comparative education, Macmillan London 1957, P 4

بھی معاشرے کی اقدار و روایات سے مطابقت رکھتا ہے لیکن تعلیمی اداروں میں اس نصاب کو پڑھایا کیسے جاتا ہے اور پوری ڈگری کے دوران اس کا کتنا حصہ ہوتا ہے یہ اپنی جگہ ایک سوال ہے۔

مروجہ طریقہ تدریس:

اگر ہم موجودہ زمانے میں مختلف جامعات میں اسلامیات لازمی کی تدریس کا جائزلیں تو اندازہ ہوتا ہے کہ مندرجہ بالا موضوعات کی تدریس روایتی اور نظری لحاظ سے کی جاتی ہے، اس کا جدت اور عملی پہلو سے تعلق کم ہی ہوتا ہے۔

اسلامیات لازمی کے نام پر جو مضمون شامل کر دیا گیا ہے، اس کو طلباء بے دلی کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ایک بوجھ سمجھ کر سر سے اتارنے کی کوشش کرتے ہیں جس کی وجہ سے طلبا کو ابتدائی دینی معلومات بھی خاطر خواہ حاصل نہیں ہو پاتی۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی کالج اور جامعات کی سطح پر اسلامیات کی تدریس کے حوالے سے لکھتے ہیں:

> "طلباء کو اسلامی زندگی کے متعلق ابتدائی کی بنسبت زیادہ تفصیلی احکام جاننے کی ضرورت ہوتی ہے، یہاں اس کو شخصی اور ذاتی زندگی، خاندانی زندگی اور تمدن و معاشرت اور لین دین کے متعلق ان تمام ضروری احکام سے واقف ہونا چاہیے جو کہ ایک جوان آدمی کے لیے درکار ہیں، ضروری نہیں کہ وہ ان احکام کو اتنی تفصیل کے ساتھ جانے کہ مفتی بن جائے، لیکن اس کی معلومات اتنی ضرور ہونی چاہئیں کہ وہ اس معیار کی زندگی بسر کر سکے جو ایک مسلمان کا معیار ہونا چاہیے، یہ کیفیت تو نہ ہو کہ ہمارے اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کو بھی نکاح، طلاق، رضاعت اور وراثت کے متعلق کوئی سرسری علم بھی نہیں ہوتا اور اس ناواقفیت کی وجہ سے بسا اوقات وہ شدید غلطیاں کر جاتے ہیں جن سے سخت قانونی پیچیدگیاں واقع ہو جاتی ہیں"[6]

اور حقیقت یہی ہے کہ نصاب میں تو ان موضوعات کو شامل کیا جاتا ہے لیکن طریقہ تدریس غیر موزوں ہونے کی وجہ سے معاشرہ ان بنیادی علوم سے نابلد ہے یہی وجہ ہے کہ وراثت کے بنیادی احکام سے لاعلم ہونے کی وجہ سے جائداد کی تقسیم ایک تنازعہ کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور جائداد سے عاق کرنے کا تصور بھی معاشرے میں نفوذ کر چکا ہے کہ جس کا اسلامی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

مسائل:

اسلامیات لازمی کی تدریس کے حوالے سے جو مسائل درپیش ہیں ان میں حکومتی اداروں کی بے رُخی، جامعات کی غیر سنجیدگی اور طلبا و طالبات کی عدم دلچسپی شامل ہے۔

---

[6]۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، تعلیمات، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیوٹ) لیمیٹڈ، اگست ۱۹۹۹، ص ۱۵۳

حکومتی اداروں کی بے رُخی:

حکومت کے قانون ساز اداروں کی جانب سے ایک تربیت یافتہ معاشرہ تشکیل دینے کے لیے کوئی سنجیدہ کوشش نظر نہیں آتی، ہوناتو یہ چاہیے کہ نصاب سازی اس نہج پر ہو کہ باقی مضامین اور اسلامیات کے بنیادی تصورات میں ہم آہنگی پائی جائے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے، محمد قطب صاحب اس صورتحال کو یوں بیان کرتے ہیں:

> "بعض لوگوں کا خیال ہے کہ محض اسلامیات کے پیریڈ بڑھادینے سے اسلامی نظامِ تعلیم کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ بالفرض اگرایسا کر بھی دیا جائے مگر دوسرے مضامین اور علوم کا انداز وہی رہے تو اسلامیات کے ان پیریڈوں کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ ہم دینیات کی کتابوں میں پڑھتے ہیں کہ خدا خالق ہے مگر دوسرے علوم میں نیچر یا فطرت کو اس رتبے پر فائز کر دیا جاتا ہے۔ سائنسی علوم میں طبعی قوانین اور نیچر کو اٹل قرار دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ خدا بھی ان کو بدلنے پر قادر نہیں ہے اور اسی سبب سے مغربی ذہن معجزات کا انکار کرتا ہے کہ یہ امر علمِ طبیعیات کے خلاف ہے۔ نتیجہ اس صورتِ حال کا یہ ہوتا ہے کہ طالب علم کا ذہن تضاد کا شکار ہو جاتا ہے اور وہ اِدھر کا رہتا ہے نہ اُدھر کا"[7]

جامعات کی ترجیحات:

ہمارے عصری تعلیمی اداروں کی ترجیحات یہ ہیں کہ وہ سائنسی و تجرباتی علوم کے میدان میں اپنی خدمات و کوششوں کو بہتر سے بہتر بناکر پیش کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا اہتمام بھی کرتے ہیں کہ ان کے پاس اساتذہ ماہر علم و فن ہونے چاہئیں مگر لازمی مضامین اور خصوصاً اسلامیات ایک ایسا مضمون بن چکا ہے کہ جس کی تدریس کے لیے سنجیدہ نوعیت کی کوششیں نہیں کی جاتیں، اسلامیات کی تدریس کے لئے ایسے اساتذہ کا تقرر کیا جاتا ہے جو صرف زبانی یا بطور حفظ اس مضمون کو یاد کر کے طلباء کے سامنے منتقل کر دیں مگر خود اس مضمون کی اصل روح کو سمجھنا اور طلبہ کو تفہیم کرانا ضروری نہیں سمجھا جاتا۔ اسلامیات کے مضمون کی تدریس کے لئے ماہر اسلامیات یا اس شعبہ کے متخصص اساتذہ کی تلاش کا اہتمام کرنا شاذ ہے بلکہ دیگر مضامین کے اساتذہ وقت گذاری یا حصول برکت کے لئے اس کی تدریس کا فریضہ سر انجام دیتے ہیں۔

اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ امت کے تعلیم یافتہ طبقے میں اسلام کے بنیادی اصول و عقائد کمزور پڑتے جارہے ہیں، عقائد کے حوالے سے معترضین کے تند و تیز سوالات سے گھبرا کر انہی کے ہمنوا بنتے جارہے ہیں، چونکہ ہمارے اساتذہ نے عصرِ حاضر میں اسلام اور مسلمانوں کو درپیش چیلنجز کا مقابلہ کرنے کے حوالے سے طلباء کو آگاہی نہیں دی ہوتی لہذا اس کے منفی اثرات عملی زندگی میں نظر آتے ہیں۔

7۔ محمد قطب، موجودہ نظامِ تعلیم سے اسلامی نظامِ تعلیم کی طرف، معارف فیچر، اسلامک ریسرچ اکیڈمی کراچی، اگست ۲۰۰۷، ص ۴

طلباوطالبات کی عدم دلچسپی:

تیسرااہم مسئلہ طلباوطالبات کی اس مضمون میں عدم دلچسپی ہے جو کہ دراصل مندرجہ بالا مسائل کا ہی نتیجہ ہے، عدم دلچسپی کا ایک بنیادی سبب ان مادی فوائد کی عدم دستیابی بھی ہے جو دیگر مضامین کے ذریعے حاصل ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اس مادیت پرستی کے دور میں یہ مضمون محض ایک بوجھ اور اکتاہٹ کا باعث بن جاتا ہے۔

ارشد محمود اپنی کتاب میں اسلامیات کے مضمون کو تنقید کا نشانہ بناتے ہوئے اسے ایسا بور مضمون قرار دیتے ہیں کہ جس سے طلباء میں اکتاہٹ پیدا ہوتی ہے، اس کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

> "1- اس مضمون میں ایک ہی مواد کی بار بار تکرار کی جاتی ہے، کوئی نئی بات سامنے نہیں آتی۔
>
> 2- دینیات ایک یک طرفہ مضمون ہوتا ہے اس میں صرف سننا ہوتا ہے جو کچھ کہا جارہا ہوتا ہے اس پر نہ کسی سوال کی اجازت ہوتی ہے نہ اس میں غور وفکر کرنے کی کوئی گنجائش، کہ جو کچھ کہا جارہا ہے اس کی تصدیق و تحقیق ہی کر لی جائے چونکہ طلباء اس مضمون میں خود کو شریک نہیں کر سکتے لہٰذا وہ بوریت محسوس کرتے ہیں۔
>
> 3۔ چونکہ اس میں عملی زندگی کے سیاق وسباق کے بغیر پند ونصائح ہوتے ہیں، نیکی وپرہیزگاری کی بڑی بڑی باتیں ہوتی ہیں جو عملی زندگی میں کہیں نظر نہیں آتیں چناچہ طلباء اسے ایسا مضمون سمجھنے لگتے ہیں جس کا زندگی کی حقیقتوں سے کوئی تعلق نہیں"[8]

اگرچہ ارشد محمود کی اس رائے میں مکمل صداقت تو نہیں ہے لیکن کسی حد تک اس حقیقت سے نظریں بھی نہیں چرائی جاسکتیں کہ بہر حال طلباء اس مضمون کو غیر سنجیدگی سے پڑھتے ہیں۔

پاکستان کی جامعات میں اسلامیات لازمی کی تدریس کا عملی پہلو

مندرجہ بالا مسائل کا حل اسی میں ہے کہ اسلامیات لازمی کی تعلیم کو تعلیمی اداروں میں ناصرف اصل مقام دیا جائے بلکہ اس مضمون کو اسی روح سے پڑھایا جائے جس کا وہ متقاضی ہے اور اس کے عملی پہلو کی طرف خصوصی توجہ دی جائے کیونکہ محض نظری تدریس انسان کے ذہن میں تادیر نقوش نہیں چھوڑتی اس کے لیے عملی تدبیر زیادہ کارگر ثابت ہوتی ہے اور نبی ﷺ کے طریقہ تدریس سے بھی یہی تعلیمات ملتی ہیں۔

نبی ﷺ بحیثیت معلم:

ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر انسانوں کے اساتذہ کرام کی حیثیت سے انسانوں کی تعلیم و تربیت کے لئے اس دنیا میں تشریف لائے تھے، انبیاء کی تعلیم کا مقصد لوگوں کے اخلاق کو درست کرنا ہوتا ہے، حضور ﷺ تو ساری انسانیت کے معلم ہیں اور انہوں نے انسانوں کی تعلیم و تربیت پہ سب سے زیادہ زور دیا اور اسے زندگی کے تمام شعبوں پر ترجیح دی ہے۔

8۔ ارشد محمود، تعلیم اور ہماری قومی الجھنیں، مشعال بکس، ۱۹۹۸، ص ۸۸

نبی ﷺ کے اس دنیا میں آنے کا مقصد قرآن نے اس طرح بیان کیا ہے:

"هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِه وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ"[9] "وہی ہے جس نے امیوں کے اندر ایک رسول خود انہی میں سے اٹھایا، جو انہیں اس کی آیات سناتا ہے ان کی زندگی سنوارتا ہے، اور ان کی کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے"

رسول اکرم دو طریقوں سے تعلیم دیتے تھے، ایک اپنے قول کے ذریعے اور دوسرے اپنے عمل کے ذریعے اور اس بارے میں قرآن حکیم میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔

"وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ"[10] "بے شک تمہارے لئے رسول اکرم کی زندگی ایک بہترین نمونہ ہے"

عالم اسلام کی سب سے پہلی اسلامی یونیورسٹی مسجد نبوی میں قائم ہوئی، مختلف قبائل کے لوگ مدینہ آتے، وہاں رسول اکرم سے ضروری مسائل سیکھتے اور واپس جا کر اپنے قبیلے کے دوسرے افراد کو تعلیم دیتے تھے۔ مسجد نبوی کے اندر اصحاب صفہ کے نام سے موجود چبوترہ پر صحابہ کرامؓ مستقل سکونت رکھتے تھے اور تعلیم و تعلم یاذکر و عبادت میں مصروف رہتے، آپ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو کئی علوم میں عبور حاصل تھا جن میں ادب، طب اور شاعری بھی شامل ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ روایتِ حدیث میں بھی ایک ممتاز مقام رکھتی ہیں، سیدہ عائشہؓ نے ۲۲۱۰ احادیث روایت کی ہیں، بخاری، مسلم میں آپؓ سے روایت کردہ احادیث کی تعداد ۱۷۴ ہے۔

ترمذی میں حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے:

"ہم صحابیوں کو کوئی ایسی مشکل بات کبھی پیش نہیں آئی کہ جس کو ہم نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا ہو اور ان کے پاس اس کے متعلق کچھ معلومات ہمیں نہ ملی ہوں"[11]

نبی کریم ﷺ کا عملی طریقہ تدریس:

آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ بحیثیت معلم آپ ﷺ کا مرتبہ دنیا کے تمام معلموں سے آگے ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ کی تعلیمات اور آپ ﷺ کا قائم کردہ نظامِ تعلیم و تربیت، جامعیت اور آفاقیت کا

9۔ سورۃ الجمعہ ۶۲:۲

10۔ سورۃ القلم ۶۸ :۴

11۔ محمد بن عیسیٰ ترمذی، جامع ترمذی، سوم، کتاب المناقب، حدیث نمبر ۳۸۸۳، نعمانی کتب خانہ لاہور، ۲۰۰۰، ج ۳، ص ۱۸۷

پہلو لیے ہوئے ہے اور انسانی فطرت سے ہم آہنگ ہے اسی لیے انسانی فطرت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نبی مہرباں ﷺ نے امت کو تعلیم دینے کے لیے عملی طریقہ اپنایا تاکہ اذہان پر دیر تک نقوش موجود رہیں۔

تدریس کے لیے ہاتھوں کا استعمال:

نبی کریم ﷺ بعض اوقات صحابہ کرامؓ کو ہاتھوں کے اشاروں سے یا لکیروں سے یا کسی چیز کی موجودگی سے سمجھایا کرتے تھے۔

> "حضرت سہلؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا شخص جنت میں اس طرح ہوں گے آپ نے دو انگلیوں درمیانی اور شہادت کی انگلی کو ملایا۔"[12]

نبی ﷺ کا یہ انداز تدریسی نفسیات کو سمجھنے کی واضح مثال ہے جسے آج بھی معلمین استعمال کر سکتے ہیں۔

> "حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے ایک لکیر کھینچی اور اس سے مربع بنایا پھر اس کے درمیاں ایک لکیر کھینچی اور اسے اس چوکور خانے سے باہر تک لے گئے پھر درمیان والی لکیر کے ارد گرد کئی لکیریں کھینچیں پھر درمیان والی لکیر کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ ابن آدم ہے اور یہ ارد گرد اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ درمیان میں انسان ہے اور اس کے ارد گرد کھنچے ہوئے خطوط اس کی آفات اور مصیبتیں ہیں اگر وہ ان سے نجات پا جائے تو یہ خط اسے لے لیتا ہے اور یہ لمبی لکیر اس کی امید ہے یعنی جو مربع سے باہر ہے"[13]

ابن آدم اور اس کی موت کا تعلق سمجھاتے ہوئے آپ ﷺ نے لکیروں اور مربع سے کام لیا جو کہ سیکھنے والوں کے لیے مؤثر ثابت ہوا۔

چاند کا حساب رمضان المبارک کیلئے سمجھاتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا:

> "حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہم لوگ امی امت ہیں۔ نہ حساب کرتے ہیں نہ لکھتے ہیں۔ مہینہ یہ ہے اور یہ ہے اور تیسری مرتبہ میں آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انگوٹھے کو بند فرمالیا اور مہینہ یہ ہے اور یہ اور یہ پورے تیس ارشاد فرمائے۔ یعنی کبھی مہینہ ۲۹ دن کا ہوتا ہے اور کبھی ۳۰ دن کا ہوتا ہے"[14]

صراطِ مستقیم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

---

[12]۔ سلیمان بن اشعث، سنن ابوداؤد، کتاب الادب، حدیث نمبر ۵۱۳۹، مکتبہ دارالسلام لاہور ۲۰۰۱، ج ۳، ص ۱۴۳

[13]۔ جامع ترمذی، دوم، کتاب قیامت کا بیان، حدیث نمبر ۳۵۲، ج ۲، ص ۷۶

[14]۔ احمد بن شعیب النسائی، سنن نسائی، دوم، کتاب الصوم، حدیث نمبر ۵۲، مکتبہ العلم اردو بازار لاہور، ۲۰۰۴، ج ۲، ص ۸۷

"حضرت جابر بن عبداللہؓ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ ﷺ نے ایک لکیر کھینچی دو لکیریں اس لکیر کی دائیں جانب اور کھینچی دو لکیریں اس لکیر کی بائیں جانب پھر رکھا اپنا ہاتھ درمیان والی لکیر پر اور فرمایا یہ اللہ کا راستہ ہے پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ آیت پڑھی "وَأَنَّ هَذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ" میرے راستہ سیدھا پس اتباع کرو اس کی اور نہ پیروی کرو ایسے راستوں کی جو جدا کردیں تمہیں اس کے راستے سے "[15]

حضرت وابصہ ابن معبدؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے مجھ سے فرمایا وابصہ تم یہی پوچھنے آئے ہو ناں کہ نیکی کیا ہے اور گناہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ جی ہاں ان کا بیان ہے کہ یہ سن کر آپ نے اپنی انگلیوں کو اکٹھا کیا اور میرے سینے پر مار کر فرمایا کہ اپنے آپ سے دریافت کرو اپنے دل سے دریافت کرو آپ ﷺ نے یہ الفاظ تین مرتبہ فرمائے اور پھر فرمایا کہ نیکی وہ ہے جس سے انسان خود مطمئن ہو جائے اور جس سے اس کے دل کو سکون حاصل ہو جائے اور گناہ وہ ہے جس سے انسان کا وجود خلش محسوس کرے اور جس سے اس کے دل و سینہ میں شک و تردد پیدا ہو جائے اگرچہ لوگ اسے صحیح کہیں "[16]

یہ نبی ﷺ کا اتنا متاثر کن اندازِ تدریس تھا کہ جو صحابہ کرامؓ کے اذہان و قلوب پر اپنا تاثر قائم رکھتا تھا۔

مکمل عملی انداز تدریس:

"عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! وضو کا طریقہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ایک برتن میں پانی منگوایا پہلے آپ ﷺ نے تین مرتبہ ہاتھ دھوئے پھر تین مرتبہ چہرہ دھویا پھر تین مرتبہ کہنیوں تک ہاتھ دھوئے اس کے بعد سر کا مسح کیا اور دونوں ہاتھوں کی شہادت والی انگلیوں کو کانوں کے سوراخ میں ڈالا اور دونوں ہاتھوں کے انگوٹھوں سے کانوں کے اوپر حصہ پر مسح کیا اور شہادت والی انگلیوں سے کان کے اندرونی حصہ پر مسح کیا پھر تین مرتبہ دونوں پاؤں دھوئے اور فرمایا یہ مکمل وضو ہے پس جو کوئی اس پر زیادتی کرے گا تو یقیناً اس نے برا کیا اور اپنے اوپر ظلم کیا یا (یہ فرمایا کہ) اس نے اپنے اوپر ظلم کیا اور برا کیا"[17]

"حضرت مالک بن حویرثؓ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صلو اکما رائیتمونی اصلی...، ایسے نماز ادا کرو جیسے مجھے ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے اور جب نماز کا وقت آ جائے تو کوئی ایک اذان دے اور جو تم میں سب سے بڑا ہو وہ نماز پڑھائے "[18]

15۔ محمد بن یزید ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ،، حدیث نمبر ۱۱، مجلسِ علمی دار الدعوۃ نئی دہلی، ۲۰۰۲، ج ۱، ص ۱۲۸

16۔ محمد بن عبداللہ، مشکوۃ المصابیح، سوم، کتاب البیوع، حدیث نمبر ۷۱، مکتبہ محمدیہ، غزنی اسٹریٹ لاہور، ۲۰۰۵، ج ۳، ص ۹۰

17۔ سنن ابو داؤد، کتاب الطہارۃ، حدیث نمبر ۱۳۴، ج ۱، ص ۱۱۸

18۔ محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، کتاب الاذان، حدیث نمبر ۶۳۱، مرکزی جمعیت اہلِ حدیث، ہند، ۲۰۰۴، ج ۱، ص ۲۴۱

امکان تو یہ بھی موجود تھا کہ صحابیؓ کے وضو کے سوال کے جواب میں آپ ﷺ اپنی زبان مبارک سے وضو کا طریقہ ارشاد فرمادیتے لیکن اس کی جگہ ترجیحاً آپ ﷺ نے وضو کا عمل کر کے دکھایا اسی طرح آپ ﷺ محض اپنی گفتگو میں نماز کا طریقہ بیان فرما سکتے تھے لیکن نماز سکھانے کے لیے ضروری سمجھا کہ نماز پڑھ کر دکھائی جائے۔ نبی ﷺ کے اس اسوہ کو جامعات کے اساتذہ بھی اپنائیں تو نہ صرف طلباء اس میں دلچسپی بھی لیں گے بلکہ وضو اور نماز کا صحیح طریقہ سمجھنے میں بھی مدد ملے گی۔

سراج الدین ندوی عملی طریقہ تدریس کی جانب رہنمائی فرماتے ہوئے نبی ﷺ کی غزوہ خندق کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> "غزوہ خندق کے موقعے پر ایک صحابی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے فقر و فاقہ کی شکایت کرتے ہیں اور دامن اٹھا کر اپنے پیٹ پر بندھا ہوا پتھر دکھاتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے شدتِ بھوک سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہوا ہے، اللہ کے رسول ﷺ کوئی وعظ اور نصیحت نہیں فرماتے، حالات کی سنگینی اور صحابہ کی ابتلاو آزمائش کا نقشہ نہیں کھینچتے ہیں، خشک لب و لہجے میں صبر کی تلقین نہیں فرماتے ہیں بلکہ آپ جواب میں اپنے بطنِ مبارک سے چادر ہٹاتے ہیں تو شکایت کرنے والا یہ دیکھ کر کہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے پیٹ پر ایک کے بجائے دو پتھر باندھ رکھے ہوئے ہیں 'اپنی شکایت پر پشیمان ہو جاتا ہے اور صبر و رضا کا پیکر بن جاتا ہے۔ پھر تمام حاضرین ابتلاء و آزمائش کی تلخیوں میں لذت و حلاوت محسوس کرنے لگتے ہیں"[19]

کمرہ جماعت سے باہر طریقہ تدریس:

نبی ﷺ مسجد نبوی سے باہر بھی کس طرح مثالوں سے تدریس کیا کرتے تھے وہ بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہے، دنیا کی حقیقت اور اللہ کی نظر میں اس کی حیثیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

> "حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے ذوالحلیفہ میں آپ نے دیکھا تو ایک مردہ بکری پیر اٹھائے ہوئے پڑی تھی۔ آپ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو یہ اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے قسم اللہ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ دنیا اللہ کے نزدیک اس بکری سے بھی زیادہ ذلیل ہے اس کے

---

[19] ۔ سراج الدین ندوی، رسولِ خدا ﷺ کا طریقہ تربیت، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیوٹ) لمیٹڈ، ۳ کورٹ سٹریٹ لوئر مال روڈ لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۹۹

مالک کے نزدیک اور اگر دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے بازو کے برابر بھی نہیں رکھتی تو اللہ تعالیٰ اس میں سے ایک قطرہ پانی کا کافر کو پینے نہ دیتا"[20]

اللہ اپنے بندوں سے کس قدر محبت کرتا ہے اور کتنا مہربان ہے اس کو ان آنکھوں دیکھے واقعات سے واضح کیا:

" حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم رسول کریم ﷺ کے ہمراہ کسی غزوہ میں چلے جا رہے تھے کہ آپ ﷺ کچھ لوگوں کے پاس سے گزرے اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو ؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم مسلمان ہیں ان میں ایک ایسی عورت بھی تھی جو اپنی ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہی تھی یعنی کچھ پکا رہی تھی اس کے پاس اس کا بچہ بھی تھا چناچہ جب آگ کی لپٹ اٹھتی تو وہ بچے کو ایک طرف ہٹا دیتی تا کہ آگ کی تپش سے اسے تکلیف نہ پہنچے پھر وہ عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور آپ ﷺ سے عرض کرنے لگی کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں ؟، آپ نے فرمایا ہاں اس عوت نے کہا کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ رحم کرنے والا نہیں ہے جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر رحم کرتی ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ اس عورت نے کہا ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی (تو پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دوزخ کی آگ میں کیوں ڈالتا ہے ؟ آنحضرت ﷺ نے یہ سن کر روتے ہوئے اپنا سر نیچے کر لیا پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنا سر مبارک اس عورت کی طرف اٹھایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ہمیشہ عذاب نہیں کرتا ہاں صرف ان لوگوں کو عذاب دیتا ہے جو سرکش ہیں اور ایسے سرکش جو اللہ تعالیٰ سے سرکشی کرتے ہیں (یعنی اس کے احکام نہیں مانتے) اور لاالہ الا اللہ کہنے سے انکار کرتے ہیں"[21]

ان واقعات کے ذریعے سے چونکہ سیکھنے کے مواقع زیادہ ملتے ہیں اس لیے آج کے اساتذہ کرام کے لیے ضروری ہے کہ اپنے طلباء کے ساتھ معاشرے میں نکل کر تدریسی سرگرمیاں انجام دیں۔

عملی طریقہ تدریس کی اہمیت:

نبی کریم ﷺ کے طریقہ تدریس سے عملی طریقہ تدریس کی اہمیت کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کسی بات کو زیادہ وضاحت سے سمجھانے کے لیے اس کے عملی پہلو کو استعمال کرتے تھے تا کہ واضح اور دیرپا ہو۔

عمل کی طرف راغب کرنے کے لیے سب سے پہلے قرآن نے اس کی طرف نشاندہی کرائی ہے:

سورۃ الصف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

[20] ۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، حدیث نمبر ۹۹۰، ج۳، ص ۱۲۲

[21] ۔ مشکوۃ المصابیح، حدیث نمبر ۹۱۰، ج ۳، ص ۸۷

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ"[22] اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم کیوں وہ بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو؟ اللہ کے نزدیک یہ سخت ناپسند دیدہ حرکت ہے کہ مت کہو ہو بات جو کرتے نہیں۔

انگریزی کا مشہور مقولہ ہے:

"I hear and I forgot. I see and I remember. I do and I understand"[23]

سب سے پہلے یہ مقولہ فروبل جرنل میں ۱۹۶۷ میں شائع ہوا تھا، یہ بظاہر ایک عام سی بات ہے لیکن مدرسینِ اسلامیات کے لیے ایک مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے، اس کے تناظر میں عملی تدریس طلبا کے لیے نا صرف سیکھنے کا باعث بنے گی بلکہ دلچسپی سے خالی نہیں ہو گی۔

تجاویز اور حل:

اسلامیات کی عملی تدریس کے حوالے سے کچھ ممکنہ حل اور تجاویز دی گئی ہیں:

نصاب میں عملی موضوعات کی شمولیت:

نصاب میں ایسے موضوعات کا اضافہ کیا جائے جن کا براہِ راست تعلق معاشرے کے افراد سے ہو۔ مثلاً مریض کی عیادت، تعزیت، یتیم کی پرورش، پڑوسیوں کا خیال، صدقہ و خیرات، وراثت کے مسائل، زکوۃ نکالنے کا طریقہ کار، بڑوں کی عزت، چھوٹوں پر شفقت، والدین کے حقوق، جنازے کا غسل، کفن دفن، حلال جانور کو اسلامی طریقے پر ذبح کرنا وغیرہ

مریض کی عیادت:

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر جو حقوق ہیں ان میں سے ایک عیادت بھی ہے۔

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مسلمان کے پانچ حق ایسے ہیں جو اس کے بھائی پر واجب ہیں سلام کا جواب دینا، چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا، دعوت قبول کرنا، مریض کی عیادت کرنا اور جنازوں کے ساتھ جانا"[24]

22۔ سورۃ الصف ۶۱: ۳

23 Home and school,Froebel Journal, National Froebel Foundation, ۱۹۶۷, page ۵۴

24۔ مسلم بن حجاج القشیری، صحیح مسلم، کتاب آداب السلام، حدیث نمبر ۱۱۵۳، خالد احسان پبلشر لاہور، ۲۰۰۴، ج ۳، ص ۴۷

مریض کی عیادت کے ضمن میں ایک مختصر سا لیکچر دے کر طلباء کو کسی قریبی ہسپتال کا دورہ کرایا جا سکتا ہے، اسمیں بھی خاص کر بچوں کے وارڈ میں دورہ کیا جائے جس میں ان کو ترغیب دینے کے لیے نمبر بھی رکھے جا سکتے ہیں اور یہ ہدایات دی جا سکتی ہیں کہ مریض کے لیے کوئی چھوٹا سا تحفہ بھی لیکر آئیں، ساتھ ہی دورانِ لیکچر جو آداب سکھائے ہیں ان کا عملی مظاہرہ کرایا جائے۔

تعزیت:

کسی کے جنازے میں شرکت نہ صرف شرعی حکم ہے بلکہ ہمارے معاشرے کی اقدار میں سے بھی ہے، جنازے میں شرکت کے آداب' احادیث کی روشنی میں سمجھا کر کسی جنازے میں عملی طور پر شرکت کی جا سکتی ہے، اور اس میں ساتھ ساتھ ہدایات بھی دی جائیں تاکہ طلباء کے ذہن میں وہ آداب نقش ہو جائیں، اسی طرح تدفین کے موقع پر کیا کرنا چاہیے، اور کسی سے تعزیت کرتے ہوئے کن الفاظ کا انتخاب کرنا چاہیے، ان سب کی عملی تصویر جب تک سامنے نہیں آئے گی اس وقت تک ذہن میں محفوظ نہیں رہیں گی۔

یتیم کی پرورش:

یتیم کی پرورش اور کفالت کے حوالے سے قرآن و احادیث میں بہت زیادہ ہدایات آئی ہیں:

> "حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے دل کی سختی کی شکایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ اگر تم اپنے دل کو نرم کرنا چاہتے ہو تو مسکینوں کو کھانا کھلایا کرو اور یتیم کے سر پر شفقت کے ساتھ ہاتھ پھیرا کرو"[25]

اس ضمن میں یتیم کے حوالے سے قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں لیکچر کے ساتھ ساتھ طلبا کے ساتھ کسی Orphan house وغیرہ کا دورہ کیا جا سکتا ہے، جہاں یتیم بچوں سے ملاقات کر کے ان کی نہ صرف مختلف طریقوں سے مدد بھی کی جا سکتی ہے بلکہ ان کو مستقبل میں آگے بڑھنے کے حوالے سے ابھارا بھی جا سکتا ہے، اس طرح کے دوروں کے ذریعے سے طلبا اپنے ارد گرد موجود یتیموں کا درد بھی محسوس کر سکتے ہیں۔

پڑوسیوں کا خیال:

پڑوسیوں کے حقوق کے حوالے سے بھی اسلام نے بہت وضاحت کے ساتھ احکامات دیے ہیں:

---

[25]۔ احمد بن حنبل، مسند احمد، کتاب الآداب، حدیث نمبر ۱۸۳۶، مکتبہ رحمانیہ لاہور ۲۰۰۰، ج ۴، ص ۹۰

"حضرت عبد اللہ ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیلؑ پڑوسی کے لئے مجھے مسلسل وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ اس کو وارث بنادیں گے"[26]

اسلامیات کے طلبا کو اسائنمنٹ کے طور پر پڑوسیوں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی کوئی کام دیا جاسکتا ہے، مثال کے پر طالبات کو یہ دیا جاسکتا ہے کہ کھانے کی کوئی ڈش بنا کر پڑوس میں بھجوائیں، طلبا کو یہ کہا جاسکتا ہے کہ کسی بھی پڑوسی کی کسی حوالے سے مدد کریں۔

صدقہ وخیرات:

صدقہ وخیرات کی ترغیب دے کر اس حوالے سے طلباء کو یہ اسائنمنٹ دیا جاسکتا ہے کہ جامعہ کہ اندر ہی کسی سفید پوش ملازم کی خاموشی سے مدد کی جائے اور اس پر ایک رپورٹ مرتب کی جائے۔

والدین کے حقوق :

آج کے دور میں والدین کے لیے سب سے بڑا چیلنج اپنی اولاد کی تربیت ہے، طلبا کو اس حوالے سے تربیت دینے کی ضرورت ہے کہ والدین کے حقوق کیسے ادا کیے جائیں، والدین کے حقوق کے بارے میں قرآن وحدیث میں بہت تاکیدی آئی ہے، اسی حوالے سے طلبہ کو والدین کے ساتھ وقت گزارنے کا، ان کی خدمت کرنے کا کوئی اسائنمنٹ دیا جاسکتا ہے۔

روزمرہ زندگی کے اعمال:

معاشرے میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ مرنے کے بعد غسل دینے اور کفنانے کے طریقے سے عموماً ناواقفیت ہوتی ہے، ہونا تو یہ چاہیے کہ قریبی عزیز ہی غسل دے۔اس کے لیے ضروری ہے کہ اس معاملے کو نصاب کا حصہ بنایا جائے اور اس کی عملی تدریس کی جائے۔

انٹرنیشنل اسلامک اسکول ملائیشیا میں شرعی حوالے سے روزمرہ زندگی کے اعمال کی مشق طلبہ کو کروائی جاتی ہے جس میں ان کو حلال طریقے سے مرغی ذبح کرنا، مردے کو غسل دینا اور کفن پہنانا وغیرہ بھی سکھاتے ہیں، یہ کام بھی انتہائی اہمیت کے حامل ہیں جن کے عملی تجربے سے طلبہ کو گزارا جاسکتا ہے۔

---

[26]۔ صحیح بخاری، کتاب الآداب، حدیث نمبر ۹۷۴، ج۳، ص۱۲۸

حجاب کانفرنس:

حجاب کانفرنس کا انعقاد بھی طالبات کے لیے ایک اہم سر گرمی ہو سکتی ہے، طالبات کو ہی یہ ٹاسک دیا جائے کہ حجاب کی اہمیت وافادیت کے حوالے سے ایک کانفرنس کا انعقاد کیا جائے، جس میں حجاب کے حوالے سے کوئی پریزنٹیشن، ویڈیو کلپس، لیکچر، بہترین اسکارف کا مقابلہ اور مہمان کے طور پر شو بز کی دنیا کو خیر باد کہنے والی کسی خاتون کو بھی دعوت دی جا سکتی ہے، یہ وہ سر گرمی ہے جو حجاب کے حوالے سے ۱۰ لیکچرز سے زیادہ مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

ویڈیو کلپس:

میڈیا کے اس دور میں اچھے اور سبق آموز ویڈیو کلپس کو بھی طلبا کی رہنمائی کے لیے کلاس میں استعمال کیا جا سکتا ہے، بلکہ میڈیا سے متعلقہ طلبا کو اسائنمنٹ کے طور پر اخلاقیات سکھانے کے حوالے سے ویڈیو کلپس تیار کرنے کو دیے جا سکتے ہیں۔

آیات اور احادیث کی تصویر کے ساتھ جاذب پینا فلیکس:

سوفٹ ویئر انجینئرنگ، پروگرامنگ وغیرہ کے طلباء کو یہ اسائنمنٹ دیا جا سکتا ہے کہ مختلف آیات اور احادیث کہ جس میں کوئی معاشرتی اخلاقیات کے حوالے سے پیغام ہو اس کے تصویر کے ساتھ بنائے گئے پینا فلکس بنوائے جا سکتے ہیں، جو بعد میں آویزاں کیے جا سکیں تاکہ پڑھنے والے کے ذہن میں رہیں اور اس پر عمل کر سکے۔

مختلف ایام کو منانے کا اہتمام:

طلباء کی دلچسپی کے لیے مختلف ایام کو منانے کا اہتمام بھی کیا جا سکتا ہے، جس میں حیاڈے پر حیا کے حوالے سے مختصر لیکچر، ویڈیو کلپس، پینا فلیکس آویزاں کیے جا سکتے ہیں، ٹیچرز ڈے کے موقعہ پر اساتذہ کے لیے چھوٹے سے تحفے کا اہتمام کرنا، اساتذہ کی اہمیت اور عزت کے حوالے سے کوئی سر گرمی کا انعقاد کیا جا سکتا ہے، یومِ یکجہتی کشمیر، یومِ پاکستان، یومِ دفاع وغیرہ کو بھی منایا جا سکتا ہے، اسی طرح دنیا بھر میں مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے حوالے سے کوئی سیمینار، تصویری نمائش، مباحثہ، تقریری مقابلہ، مذاکرہ وغیرہ کا اہتمام بھی کیا جا سکتا ہے۔

صفائی و شجر کاری مہم:

اسلامیات کے طلباء کے ذریعے سے صفائی و شجر کاری مہم بھی چلائی جا سکتی ہے جس کے تحت مختلف مقامات پر نبی ﷺ کی صفائی اور شجر کاری کے حوالے سے احادیث کو آویزاں کرتے ہوئے صفائی اور پودے لگانے کا اہتمام کیا جا سکتا ہے اور یہ عملی مشق لیکچر کے مقابلے میں زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتا ہے۔

معاشرے کے اہم مسائل کا ادراک:

معاشرے کے چند اہم مسائل کو کمرہ امتحان میں اُجاگر کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے حل کی طرف بھی توجہ مرکوز کرنی چاہیے۔

وراثت کے مسائل:

علم الفرائض یا وراثت کی تقسیم کے مسائل معاشرے کا ایک بہت اہم مسئلہ ہے جس کی طرف اہل علم کی توجہ بھی عام طور پر کم ہوتی ہے، جبکہ اس کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث سے لگایا جاسکتا ہے کہ:

> "حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ میراث کے احکام سیکھو اور سکھاؤ اس لئے کہ یہ نصف علم ہے اور یہ بھلا دیا جائے گا اور سب سے پہلے میری امت سے یہی علم اٹھایا جائے گا"[27]

علمِ فرائض کے اہم اور بنیادی نکات اس طرح سکھائے جائیں کہ وہ مسائل جو عموماً خاندانوں میں سامنے آتے ہیں طلباء ان مسائل کا حل بآسانی نکال سکیں۔ مثال کے طور پر اس مسئلے کو حل کیا جائے کہ مرنے والے نے اپنے سوگوار میں میں ایک بیوی، تین بیٹے، دو بیٹیاں، ایک والد اور والدہ چھوڑی ہیں، اب اس کی وراثت کی تقسیم کیسے ہوگی سورۃ النساء کی روشنی میں واضح کریں،

ایک اہم مسئلہ سکھانے کے ساتھ ساتھ طلبا کی دلچسپی میں بھی اضافہ کیا جاسکتا ہے، عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ اسلامیات کے امتحان میں زیادہ لکھنے والے کو نمبر ملتے ہیں، اور جو زیادہ اور اچھا لکھے گا اسے اتنے ہی نمبر دیے جائیں گے، اس کے ذریعے سے طلبا کو عددی سوال (Numerical) بھی امتحان میں دیے جاسکتے ہیں۔

زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ کار:

ہمارے تعلیمی نظام کا المیہ یہ ہے کہ ہم کلاس اول سے ماسٹر تک مستقل اسلامیات پڑھتے ہیں لیکن عملی اقدامات تو دور کی بات نظری لحاظ سے بھی بہت سے مسائل پر بات نہیں کی جاتی، انہی میں سے ایک زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ ہے، شروع سے آخر تک زکوۃ کی اہمیت، فضائل قرآن وحدیث کی روشنی میں، نصاب وغیرہ پڑھتے ہیں لیکن زکوٰۃ نکالنی کیسے ہے اس کا علم عموماً کسی کو نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ کار سکھا کر طلبا کو ایک ماہ کا وقت دیا جائے اور ماہ کے اختتام پر جتنی رقم بنتی ہے اس کا ڈھائی فیصد نکال کر کسی غریب کو صدقہ دیں، اسی طرح امتحان میں زکوٰۃ کے حوالے سے بھی طلبا کو عددی سوال (Numerical) دیے جاسکتے ہیں۔

27۔ سنن ابن ماجہ، کتاب علم الفرائض، حدیث نمبر ۸۷۸، ج ۲، ص ۱۲۴

مندرجہ بالا تجاویز کے ذریعے سے اس بات کی شدّت سے ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ تعلیمی نظام ایک انقلابی تبدیلی کا متقاضی ہے جس کے ضمن میں چند سفارشات درج ذیل ہیں۔

سفارشات:

- اسلامیات لازمی کی تدریس کے اس پورے نظام کا حقیقت پسندانہ جائزہ لیا جائے۔
- یہاں دی جانے والی تعلیم کے اثرات کا جائزہ لیا جائے اور اصلاح حال کا ایک جامع اور وسیع منصوبہ بنایا جائے۔
- چونکہ تعلیم کا اصل مقصد ایک تربیت یافتہ شہری بنانا ہے جو کہ اخلاقیات کا بہترین نمونہ ہو تاکہ منظم معاشرہ وجود میں آسکے لہٰذا اس مقصد کے حصول کے لیے حکومت وقت کو چاہیے کہ اسلامیات کی تدریس کے حوالے سے خاطر خواہ سرمایہ کاری کرے۔
- جامعات کے اساتذہ کی تربیت کے ایک پروگرام کو بروئے کار لایا جائے، جس میں اسلامیات کی تعلیم کے اِس روایتی انداز کو بدلا جائے اور ان اساتذہ کو تعلیم کے جدید طریقوں کی آگاہی دی جائے۔
- اسلامیات کے اساتذہ کو طلباء کی نفسیات سے واقف کرایا جائے، تاکہ وہ ان کی ذہنی سطح کے مطابق تعلیم و تربیت کا کام انجام دے سکیں۔
- عصر حاضر کے سمعی و بصری تمام ذرائع استعمال کرتے ہوئے اساتذہ کی تدریس کو یقینی بنایا جائے۔
- ملٹی میڈیا کا استعمال، آڈیو، ویڈیو کلپس کا استعمال طلباء کے لیے مفید اور دلچسپ ثابت ہو سکتا ہے۔
- جامعات کا نظامِ تعلیم و تربیت بھی پرُکشش اور دلچسپ بنایا جائے تاکہ طلباء قرآنی تعلیم اور دینیات کی تعلیم سے صحیح طور پر فیض یاب ہو سکیں۔